جناب عرفان صدیقی

متحدہ مجلس عمل......ایک نیا مرحلہِ شوق

متحدہ مجلس عمل کی حکمت عملی' تدبر و دانش کے مختلف مراحل سے گزرتی' ہولے ہولے زمینی حقیقیوں کے شعور سے فیض یاب ہوتی اور بدلتے موسمی تقاضوں سے آگاہی حاصل کرتی' بلوغیت کے ایک نئے مرحلہ شوق میں داخل ہوگئی ہے' اور اس نے وانا میں حکومتی اہداف و مقاصد سے عمومی اتفاق کرلیا ہے' مجلس کے عمائدین زبان و بیان کا ہنر آزمائیں گے لیکن خلاصہ مضمون اسی قدر ہے کہ اب ایم ایم اے بھی نہ صرف وانا میں جنگ آزما لشکر کا حصہ بن گئی ہے بلکہ اس نے اپنا وزن جارج بش کے کروسیڈ کے پلڑے میں بھی ڈال دیا ہے۔

ستمبر 2001ء سے اکتوبر 2002ء تک کا عرصہ مجلس عمل کی حکمت عملی کا مرحلہ اول تھا' سال بھر پر محیط اس عرصے میں مجلس نے امریکہ کو شیطان کبیر سے تشبیہ دی اور لغت میں موجود ساری زہرناک گالیاں جارج ڈبلیو بش کی جھولی میں ڈال دیں۔ اس مرحلے میں مجلس نے عوامی احساس کی ترجمانی کرتے ہوئے ایک طوفان سا اٹھائے رکھا' انتخابات کا ناقوس بجتے ہی اس کے لہو میں بجلیاں سی بھر گئیں۔ تب طالبان پر ڈھائے جانے والے مظالم کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی آنکھوں سے ساون بھادوں کی جھڑیاں برسنے لگتیں انکے چہرے اور ڈاڑھیاں تربتر ہو جاتیں' جوں جوں انتخابات نزدیک آتے گئے انکے نالوں کی لے تیز تر ہوتی گئی اور انکے آنسوؤں میں خون جگر کی سرخی جھلکنے لگی' انکے انتخابی جلسے ''شام غریباں'' کا رنگ اختیار کر گئے''۔ انہوں نے بھاری پگڑیوں' گھنی داڑھیوں اور لمبی عباؤں کے ایسے ایسے نوحے پڑھے کہ پتھروں کا جگر موم ہو گیا' عوام نے ان کی انتخابی مہم کو جہاد سمجھتے ہوئے سب کچھ ان کی نذر کر دیا' عورتوں نے اپنے زیور اتار پھینکے' ان کی تقریریں مجاہدانہ اذانوں کا روپ دھار گئیں' اور ان کے لہجے کی گھن گرج سے وائٹ ہاؤس کے درودیوار لرزنے لگے' انہوں نے اپنے انتخابی نشان کو اللہ کی کتاب قرار دیا اور قرآن مجید ہاتھوں میں اٹھا کر اعلان کیا ''اے پاکستان کے لوگو! ہمیں اقتدار نہیں چاہیے' ہم تو اللہ اور اس کے رسول کے سپاہی ہیں' ہمیں اتنا اختیار دو کہ ہم ایوانوں میں جا کر آواز حق بلند کرسکیں' تم نے ہمارا ساتھ دیا تو پاکستان کے کسی ہوائی اڈے پر کوئی امریکی موجود نہیں رہیگا' سرزمین پاک ایف بی آئی کے اہلکاروں سے پاک کردی جائیگی' ریفرنڈم' ایل ایف او' یکطرفہ آئینی ترامیم' سب کچھ دریا برد کر دیا جائیگا۔'' غریب و سادہ عوام نے مجلس عمل کو اپنے جذبوں کا ترجمان سمجھتے ہوئے' اسے ووٹوں سے مالا مال کر دیا' صوبہ سرحد میں اس کی حکومت بن گئی' بلوچستان میں وہ نصف حکومت کی حقدار ٹھہری' مرکز میں

اسے حزب اختلاف کی قیادت کا منصب ملا اور پارلیمنٹ میں اسکی خاصی بڑی تعداد کو نمائندگی حاصل ہوگئی۔

پہلا مرحلہ فاتحانہ انداز میں سر کرنے کے بعد مجلس عمل اکتوبر ۲۰۰۲ء کے بعد حکمت عملی کے دوسرے مرحلے میں داخل ہوگئی' یہ مرحلہ دسمبر ۲۰۰۳ء یعنی آئین کی سترہویں ترمیم کی منظوری تک جاری رہا اس مرحلے میں مجلس عمل نے اپنے ووٹرز سے کئے گئے ان وعدوں کی تکمیل کے لئے انقلابی اقدامات کئے جنہیں وہ بڑا تواتر کے ساتھ اپنے انتخابی جلسوں میں دہراتی رہی تھی' مثلاً عوام سے کہا گیا تھا کہ ریفرنڈم تسلیم نہیں کریں گے' لیکن کرلیا گیا' عوام سے کہا گیا تھا کہ ہم کسی صورت پرویز مشرف کو صدر نہیں مانیں گے لیکن مان لیا گیا۔ عوام سے کہا گیا کہ ایل ایف او کو آئین کا حصہ نہیں بننے دیں گے لیکن اسے آئین کا حصہ بنا دیا گیا۔ عوام سے کہا گیا تھا کہ جمہوری پارلیمانی نظام کو کسی صورت صدارتی نظام میں نہیں بدلنے دیں گے' لیکن مجلس نے ایسا کرنے میں بھرپور تعاون کیا' سترہویں ترمیم دوسرے مرحلہ میں شوق کی تکمیل کے طور پر سامنے آئی جو دراصل ایل ایف او زدہ آئین میں برائے نام لیپا پوتی تھی' عملاً یہ ہوا کہ مجلس عمل نے وہ سب کچھ مان لیا جس کا حکومت تقاضا کررہی تھی' جنرل مشرف کے ٹیک اوور سے لیکر سترہویں ترمیم تک ان کے سینکڑوں قوانین' ضابطوں' آرڈیننسوں اور فرامین کو سندِ جواز دے دی گئی' ان کے لئے وردی سمیت صدر رہنے کی آئینی گنجائش پیدا کردی گئی' لہذا وہ آج بھی وردی پوش صدر ہیں اور ایم ایم اے کے فیضان سے ترمیم کیا جائے والا آئین انہیں اس کی اجازت دے رہا ہے' اس مرحلے میں مجلس عمل' جداگانہ انتخابات کا برسوں پرانا موقف بھی بھول گئی اور مخلوط انتخابات کو آئینی تحفظ دے دیا۔

حکمت عملی کے دوسرے مرحلے میں مجلس عمل نے یہ خصوصی اہتمام بھی کیا کہ قبل از انتخابات کے وہ مسائل ابھرنے نہ پائیں جنہیں وہ انتخابی جلسوں کی شام ہائے غریباں میں ابھارتی رہی' اس نے چشم پوشی اور درگزر کی حکمت عملی اپنائی' ساتھ ساتھ وضاحتوں اور صفائیوں کی ایک مشق شروع کی گئی' یورپی یونین کے سفیروں کو اپنی روشن خیالی سے آگاہ کیا گیا۔ اعلیٰ ترین قیادت نے امریکہ اور برطانیہ کے دورے کئے وفاقی حکومت ان کی سمری منظور کرلیتی تو وزیر اعلیٰ اکرم درانی بھی امریکہ کا دورہ فرما چکے ہوتے۔

سترہویں ترمیم کے بعد ۲۰۰۴ء سے مجلس عمل' حکمت عملی کے نئے مرحلہ شوق میں داخل ہوچکی ہے' اب اس کے پیش نظر ایجنڈے کے ان نکات کی تکمیل کا مشن ہے جن کا تعلق امریکہ کی سفاکی' بش کی رعونت' جہاد کے خلاف حکومتی مہم' مجاہدین کیخلاف رویئے اور امریکہ نواز پالیسیوں سے تھا' اہم ایشوز پر خاموشی کے طویل وقفے کے بعد مجلس عمل نے بھرپور کردار ادا کرنے کا فیصلہ کیا ہے چنانچہ وہ زمینی حقیقتوں کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہونے کے بعد ''وانا آپریشن'' کے حوالے سے حکومت کے شانہ بشانہ آکھڑی ہوئی ہے۔ وزیر اعظم ہاؤس میں چار گھنٹوں کی اعلیٰ سطحی بریفنگ نے عمائدین مجلس کے سارے شکوک وشبہات رفع کردیئے ہیں اور اس نے سرکار کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہہ دیا ہے

کہ رجسٹریشن ضروری ہے' انہوں نے اتنی زحمت بھی گوارا نہ کی کہ ماضی کے بیانات کے سامنے رکھتے ہوئے بریفنگ دینے والوں سے پوچھیں کہ یہ مجاہدین ہیں یا دہشت گرد؟ مجلس عمل نے قوم کو یہ بھی نہیں بتایا کہ 'رجسٹریشن' کے بعد ان کے محفوظ و مامون ہو جانے کی ضمانت کون دے گا؟ اعتماد کے اس رشتے کو کون جوڑے گا جو حکومت کے ہر آن بدلتے رویئے کے باعث بری طرح مجروح ہو چکا ہے؟ مجلس عمل نے اس پر بھی غور ضروری نہیں سمجھا کہ معاہدہ شکئی کیوں ناکام ہوگیا؟ مجلس عمل نے یہ جاننے کی کوشش بھی نہیں کی کہ وانا پر لشکر کشی کے حقیقی محرکات کیا ہیں؟

جارج بش کو مبارک ہو کہ دہشتگردی کیخلاف اسکے کروسیڈ کو جانبازوں کا ایک تازہ دم جتھہ مل گیا ہے' اس جتھے نے اس کے سب سے بڑے اتحادی' یعنی حکومت پاکستان کیساتھ عہد کیا ہے کہ وہ ''دہشتگردی'' کیخلاف اسکی مہم کا بھرپور ساتھ دیگا۔ اب وانا کی گھاٹیوں میں بیٹھے' نگر نگر سے آئے ''غیر ملکی دہشتگرد'' تیر کھا کر کمین گاہ کی طرف دیکھیں گے تو انکی اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو جائیگی۔...... ادب واحترام کے تقاضے مجروح نہ ہوں تو مجلس عمل کے عمائدین سے کہوں کہ اگر انہیں نیشنل سیکورٹی کونسل کے اجلاس میں شرکت نہ کرنے کا اتنا بڑا کفارہ ادا کرنا تھا تو بصد شوق اس میں شریک ہو جاتے' اور پھر ایسی جلدی بھی کیا تھی' نیک محمد کی قبر کے پھول تو مرجھانے دیتے!

بقیہ صفحہ نمبر ۲۸ سے

بچوں کے ساتھ تعارض نہیں کریں گے کسی سرسبز درخت کو نہ کاٹیں گے' نہ کسی کی فصل وکھیت کو تخت وتاراج کریں گے۔...... لیکن آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ امریکہ ۱۱ستمبر کے بعد دہشت گردی کے نام پر تمام انسانی اقدار اور روایات پس پشت ڈال دیئے۔ افسوس جس دہشت گردی کے نام پر جو یہ سب کچھ روا رکھا جا رہا ہے اس کا آج تک کسی فورم پر فیصلہ نہ ہو سکا کہ دہشت گردی کیا ہے؟ اور دہشت گردی کی تعریف کیا ہے؟...... تو یہ ہے مغربی میڈیا کا اثر کہ اس نے پوری دنیا کو گھناؤنی شکل میں پیش کیا ہے' حالانکہ جب ایک جاسوس صحافی عورت کو وہاں پر پکڑا گیا تھا اور بعد میں اسے رہا کرتے ہوئے طورخم بارڈر پر چھوڑ دیا گیا تو اس نے ایک انگریزی میڈیا کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ظالمو تم طالبان کو دہشت گرد قرار دے رہے ہو' وہ تو میرے بھائی تھے انہوں نے مجھے بہن' بیٹی اور ماں کا درجہ دے رکھا تھا' اسی سے متاثر ہو کر بعد میں اس نے اسلام قبول کیا۔...... میرے دورہ برطانیہ کے دوران اس نے اخبار میں بیان دیا تھا کہ شکر ہے کہ میں طالبان کے جیل میں قید تھی اور عراق کے ابوغریب جیل میں نہ تھی' یہاں پر بڑے بڑے دانشور اور علماء کرام حضرات بیٹھے ہیں میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب کی کتاب پر تبصرہ اور اظہار خیال کر سکوں۔